نماز میں اردو میں دعا مانگنے کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:HAB-0171 تاریخ:23-08-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا ہم نماز میں جہاں دعا مانگی جاتی وہاں عربی کے بجائے اردو میں دعا کر سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

سوائے عجز کی حالت کے نماز میں عربی میں دعا کرنا واجب ہے اور غیر عربی مثلاً اردو وغیرہ میں دعا کرنا مکروہِ تحریمی، ناجائز و گناہ ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ: نماز میں غیر عربی میں ذکر و دعا کا مسئلہ غیر عربی میں تکبیرِ تحریمہ اور قراءت قرآن پر مبنی ہے، تو اگر کوئی عربی میں قراءت و دعا کر سکتا ہو اور غیر عربی میں قراءت و دعا کرے تو اس کی نماز کے فساد و عدمِ فساد میں امام اعظم اور صاحبین رحمہم اللہ کا اختلاف ہے، امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی، جبکہ صاحبین رحمہما اللہ کے نقطہ نظر سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، چنانچہ فتاوی قاضی خان میں ہے:" لو قال بالفارسية "خداى بزرك است" أو قال "خداى بزرك" أو قال "بنام خداى بزرك" يصير شارعاً فی الصلاۃ فی قول أبی حنيفة رحمه الله وقال صاحباه لا يصير شارعاً اذا كان يحسن العربية وعلى هذا الخلاف اذا قرء القرآن فی الصلاۃ بالفارسية عند أبی حنيفة يجوز وان كان يحسن العربية وعندهما ان كا يحسن العربية لايجوز وتفسد صلاته كذا ذكر شمس الأئمة الحلوانی رحمه الله **وعلى هذا**

الخلاف جميع أذكار الصلاة من التشهد والقنوت والدعاء وتسبيحات الركوع والسجود فان قال بالفارسية في الصلاة "يارب بيامرزم" اذا كان يحسن العربية تفسد صلاته وعنده لاتفسد وكذا كل ماليس بعربية كالتركية والزنجية والحبشية والنبطية" ترجمہ: اگر کسی نے فارسی میں تکبیر کہی اور کہا "خدا عظیم ہے" یا کہا "خدائے عظیم" یا کہا "عظیم خدا کے نام سے" تو امام اعظم رحمہ اللہ کے قول کے مطابق نماز منعقد ہو جائے گی، اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک اگر وہ عربی میں کہہ سکتا ہے، تو شروع نہیں ہو گی، اسی اختلاف کی بنا پر اگر کوئی نماز میں فارسی میں قراءت کرے تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک نماز درست ہے، اگرچہ وہ عربی میں قراءت کر سکتا ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر عربی میں کر سکتا ہے، تو جائز نہیں اور نماز فاسد ہو جائے گی، شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح ذکر کیا ہے، اسی اختلاف پر نماز کے دیگر اذکار کا حکم مبنی ہے یعنی تشہد، قنوت، دعا اور رکوع و سجود کی تسبیحات، تو اگر کوئی نماز میں فارسی میں کہے "اے رب مجھے معاف کر دے۔" اگر عربی میں دعا کر سکتا ہے، تو اس کی نماز (صاحبین کے نزدیک) فاسد ہو جائے گی اور امام اعظم کے نزدیک فاسد نہیں ہو گی، اسی طرح ہر غیر عربی زبان مثلاً: ترکی، زنجی، حبشی، نبطی وغیرہ کا حکم ہے۔

(فتاوی قاضی خان، ج1، ص82، مطبوعه کوئٹه) (خلاصة الفتاوی، ج1، ص84، مطبوعه کوئٹه)

لیکن غیر عربی میں قراءتِ قرآن کے مسئلے میں امام اعظم رضی اللہ عنہ نے قوتِ دلیل کی بنا پر امام ابو یوسف و امام محمد رحمہم اللہ کے مؤقف کی طرف رجوع فرما لیا تھا، البتہ دیگر اشیاء کے متعلق امام اعظم رضی اللہ عنہ کا رجوع ثابت نہیں، بلکہ وہ اپنی اصل پہلے اختلاف پر ہی مبنی ہیں، در مختار میں ہے: "(قرء بها عاجزا) فجائز اجماعاً، قيد القراءة بالعجز لان الأصح رجوعه الى قولهما وعليه الفتوى، قلت: وجعل العيني الشروع كالقراءة لا سلف له فيه ولا سند له يقويه" ترجمہ: عربی سے عاجز شخص نے نماز میں غیر عربی میں قراءت کی، تو اجماعاً جائز ہے، جوازِ قراءت کو عجز سے مقید کیا، کیونکہ اصح یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا اور اسی قول پر فتوی ہے، میں (علامہ علاؤالدین حصکفی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ نے نماز کے

شروع (یعنی غیر عربی میں تکبیر) کو (امامِ اعظم کے رجوع کرنے میں) قراءت (کے مسئلے) کی طرح قرار دیا، حالانکہ اس سے پہلے اس بات میں ان کا کوئی سلف نہیں اور نہ ہی ان کے پاس کوئی قوی سند ہے۔

(لا سلف له فيه) کے تحت شامی میں ہے: "لم يقل به أحد قبله وانما المنقول أنه رجع الى قولهما فى اشتراط القراءة بالعربية الا عند العجز و أما مسئلة الشروع فالمذكور فى عامة الكتب حكاية الخلاف فيها بلا ذكر رجوع أصلاً وعبارة المتن كالكنز وغيره كالصريحة فى ذلك حيث اعتبر العجز قيداً فى القراءة فقط " ترجمہ: یعنی (غیر عربی میں قراءت کے علاوہ دیگر مسائل مثلاً: فارسی میں تکبیر کی بابت امام اعظم کے رجوع کا قول علامہ عینی سے پہلے کسی نے نہیں کیا، منقول تو فقط یہی ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے عجز کے علاوہ عربی میں قراءت کے شرط ہونے کے مسئلے میں صاحبین کے قول کی طرف رجوع کر لیا تھا، رہا شروع (یعنی فارسی میں تکبیر کا مسئلہ) تو عام کتب میں یہ اختلاف اصلاً بغیر رجوع کے ذکر کے موجود ہے، اور متن کی عبارت جیسے کنز وغیرہ اس میں صریح ہیں کہ عجز کا اعتبار فقط قراءت میں ہے۔

(ولا سند له يقويه) کے تحت شامی میں ہے: "ليس له دليل يقوى مدعاه لان الامام رجع الى قولهما فى اشتراط القراءة بالعربية ---فلقوة دليل قولهما رجع اليه--- أما الشروع بالفارسية فالدليل فيه للامام أقوى وهو كون المطلوب فى الشروع الذكر والتعظيم وذلك حاصل بأى لفظ كان وأى لسان كان نعم لفظ ألله أكبر واجب للمواظبة عليه لا فرض " ترجمہ: اور علامہ عینی کے پاس ایسی کوئی سند نہیں جو ان کے دعوے کو قوت فراہم کرتی ہو، کیونکہ امام صاحب نے صاحبین کے قول یعنی عربی میں قراءت کے شرط ہونے کی طرف رجوع صاحبین کے قول کی دلیل کی قوت کی وجہ سے کیا تھا۔۔۔ رہی فارسی میں تکبیر تو اس میں امام اعظم رحمہ اللہ کے قول کی دلیل زیادہ قوی ہے، وہ یہ کہ شروع میں مطلوب ذکر و تعظیم ہے اور یہ (اس کے معنی کے) کسی بھی لفظ اور کسی بھی زبان سے حاصل ہو جاتا ہے۔ ہاں لفظ "اللہ اکبر" کہنا مواظبت کی وجہ سے

واجب ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج2، ص224، 225، مطبوعہ کوئٹہ)

اس کا حاصل یہ ہوا کہ صاحبین کے نزدیک غیر عربی میں دعا سے نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اعظم کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہو گی، لیکن اس کے باوجود عربی میں دعا کرنا واجب اور غیر عربی میں دعا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ درمختار میں ہے: " (ودعا) بالعربية، وحرم بغيرها" ترجمہ: (نماز میں تشہد و درود کے بعد) عربی میں دعا کرے اور غیر عربی میں دعا کرنا حرام ہے۔

ردالمحتار میں اس کے تحت ہے: " لكن المنقول عندنا الكراهة؛ فقد قال في غرر الأفكار شرح درر البحار في هذا المحل: وكره الدعاء بالعجمية۔۔۔ ولا يبعد أن يكون الدعاء بالفارسية مكروها تحريما في الصلاة " ترجمہ: لیکن ہمارے یہاں منقول کراہت ہے غرر الافکار شرح درر البحار میں اس مقام پر ہے: عجمی میں دعا کرنا، مکروہ ہے۔۔۔ اور یہ بعید نہیں کہ نماز میں فارسی میں دعا مکروہ تحریمی ہو۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج1، ص285، 286، مطبوعہ کوئٹہ)

ردالمحتار کے قول " الدعاء بالفارسية مكروها تحريما فی الصلاۃ " کے تحت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ جد الممتار میں فرماتے ہیں: " أقول: يؤيده **أن القصر على العربية مواظب عليه ولم يثبت تركه ولو مرة فكان آية الوجوب** كما قدّم فی التكبير " ترجمہ: میں کہتا ہوں: اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ عربی میں دعا پر اقتصار مواظبت کے ساتھ ہے اور اس کا ترک ایک مرتبہ بھی ثابت نہیں، تو یہ عربی میں دعا کرنے کے وجوب کی دلیل ہے، جیسا کہ تکبیر میں گزرا۔

(جد الممتار، ج2، ص227، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

06 الصفر المصفر 1445ھ / 23 اگست 2023ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے